حافظ محمد اقبال رنگونی مانچسٹر

اعدائے اسلام کی عیاری ـــــ عالم اسلام کی بے بسی

اسلامی ممالک کو اقوام متحدہ سے اپنی وابستگی ختم کر دینی چاہیئے

برطانیہ میں ایک سو سے زائد سیاسی سماجی مذہبی اور دیگر تنظیموں کے سربراہوں نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر بطرس غالی سے مطالبہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ اگر بوسنیا کے مسلمانوں کو بچانے میں ذرا بھر دلچسپی رکھتی ہے تو اسلحہ کی ترسیل کی پابندی ختم کی جائے تاکہ وہاں کے مسلمان اپنا دفاع کر سکیں ..... بطرس غالی سے یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ اقدامات پر عمل نہیں کرا سکتے اور مسلمانوں کا قتل عام بند نہیں کراتے تو ان کے اور ان کے عملہ کے لیے باعزت طریقہ یہ ہے کہ وہ مستعفی ہو جائیں ۔ (جنگ لندن ۲۷/اپریل)

ایک اور خبر کے مطابق ملائیشیا کے وزیر اعظم مہاتر محمد نے مطالبہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اپنے منصب سے فوراً مستعفی ہو کر فوری طور پر اقوام متحدہ سے علیحدہ ہو جائیں کیونکہ وہ بوسنیا میں سرب جارحیت کو محدود یا ختم کرنے میں قطعی طور پر ناکام رہے ہیں ۔ (آواز لندن ۲۰/اپریل ۹۴ء)

گذشتہ ڈھائی سال سے بوسنیا کے مسلمانوں پر جو قیامت توڑی گئی ہے اور ظلم و ستم قتل و غارت گری۔ سفاکی و درندگی کا جو کھلے عام مظاہرہ ہوا ہے اسے دیکھ کر کون نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اعدائے اسلام بالخصوص مغربی قوتوں کی سازش ہے۔ جس دن سے بوسنیا کے مسلمانوں کو آزادی ملی ہے شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا ہو جس میں بوسنیا کے مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا ہو۔ سرب اور کروٹس کو بھی آخر آزادی ملی ہی تھی لیکن وہ پورے اطمینان کے ساتھ بوسنیا پر بمباری اور گولہ باری کرتے رہے اور بوسنیا کے مسلمان آزاد ہوتے ہی ان بموں اور گولیوں کا نشانہ بنتے رہے ۔ مسلمان خواتین کی اجتماعی طور پر عصمت دری ہوتی رہی ۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو محض اس لیے گولیوں کا نشانہ بنایا گیا کہ آئندہ مسلمان مجاہد کے طور پر سامنے آنے کے قابل نہ رہیں ۔ بجلی اور پانی کی لائنیں منقطع کر دی گئیں ۔ پورے پورے محلے کو آگ لگا دی گئی اور گھروں میں خوفزدہ مسلمان خاندان کو گولی مار کر جلا دیا گیا ۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا ۔ اخبارات اور ٹی وی ان خوفناک مناظر کو بار بار دکھاتے رہے مگر مجال ہے کہ کسی یورپی حکمران اور نام نہاد تہذیب یافتہ قوموں کے ماتھے پر بل آئے ہوں ۔

بوسنیا کے مسلمانوں نے اپنے دفاع کے لیے ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اقوام متحدہ کے ذریعہ اسلحہ پر پابندی لگا دی گئی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ سرب اور کروٹس مسلسل حملے کرتے رہے۔ اور مسلمان ان درندوں کی درندگی کا نشانہ بنتے رہیں۔ اسلحہ پر پابندی کا اثر سب سے زیادہ بوسنیا کے مسلمانوں پر پڑا (بلکہ یوں کہنا بجا ہوگا کہ پابندی صرف اسی لیے لگائی گئی کہ مسلمانوں کو بزور قوت ختم کیا جائے) سرب فوجوں کے پاس اسلحہ کے کارخانے موجود ہیں۔ سابق یوگوسلاویہ کے کثیر تعداد میں اسلحے ان کے پاس تھے۔ جب کہ مسلمانوں کو اپنا دفاع کرنے کی اجازت تک نہیں تھی۔ خود امریکی صدر بل کلنٹن نے سی این این کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے پروگرام میں ایک سوال کے جواب میں اس بات کا اعتراف کیا کہ بوسنیا کے مسلمانوں نے اس فیصلے سے کافی نقصان اٹھایا کیونکہ سرب کے پاس اسلحہ کی کمی نہیں تھی مسلسل اسلحہ مل رہا تھا۔ جب کہ مسلمانوں کے پاس نہایت کم مقدار میں اسلحہ تھا اور اس پابندی کے بعد انہیں کہیں سے بھی اسلحہ ملنا ناممکن بات تھی۔

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ عالمی برادری بالخصوص نام نہاد مہذب یافتہ یورپی حکومتوں نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ سربوں کے ہاتھ کھول دیئے۔ یہ درندے بوسنیا ہرزگوینا کی اینٹ سے اینٹ بجاتے رہے۔ فضائی راستے سے ان پر بمباری کی گئی۔ جدید اسلحہ اور ٹینک کے ذریعہ مسلسل حملے ہوتے رہے۔ اور چاروں طرف سے بوسنیا کا محاصرہ کر دیا گیا۔ یہی حال بوسنیا کے دوسرے شہر مونستار کے ساتھ ہوا۔ بوسنیا کے مسلمان حکمران اور عوام چیختے چلاتے رہے۔ مدد کے لیے یورپ کو آواز دیتے رہے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں بار بار درخواست دی گئی کہ ان درندوں کے خلاف کاروائی کی جائے۔ اور بوسنیا کے مسلمانوں کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے کوئی مستقل لائحہ عمل طے کیا جائے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ سلامتی کونسل صرف قرارداد پاس کرتی رہی۔ نہ خود میدان عمل میں آنے کے لیے تیار تھی نہ مسلمانوں کو دفاع کا حق دینے کے لیے راضی۔ جب بھی اسلحہ پر سے پابندی اٹھانے کا مطالبہ کیا گیا تو امریکی صدر ہوں یا روسی صدر برطانوی حکمران ہوں یا کوئی اور۔ ہر کوئی یہی بہانہ کرتا رہا کہ اس سے خانہ جنگی میں مزید اضافہ ہوگا۔ پوری دنیا دیکھ رہی تھی کہ یہ یک طرفہ کاروائی ہے۔ لیکن نہ اسلامی حکمرانوں کو اس کی توفیق ہوئی کہ اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں نہ نام نہاد مہذب قوموں نے اپنی روش بدلی۔

مغربی قوتوں کا جب منصوبہ مکمل ہوگیا۔ بوسنیا کے مسلمانوں کو دنیا بھر کے مسلمانوں سے الگ کر دیا گیا۔ پوری دنیا کے مسلمانوں نے بوسنیا کے مسلمانوں پر ہونے والے ظلم وستم اور اعدائے اسلام کی سازشوں کی تکمیل دیکھ لی۔ تب جا کر یہ فیصلہ کیا گیا کہ سرائیوو کا محاصرہ ختم کیا جائے بصورت دیگر ان (سربوں) پر حملے کیے جائیں گے۔ فیصلہ یہ نہیں کیا گیا کہ چند گھنٹوں میں سرب فوجوں کو محاصرہ ختم کرنا ضروری ہے بلکہ اس کے

لیے کم از کم دس پندرہ دن کی مہلت دی گئی تاکہ سرائیوو پر جس شدت کے ساتھ حملے کیے جا سکتے ہیں کر دیئے جائیں۔ چنانچہ سرب فوجی سربراہوں نے ان دس پندرہ دنوں میں جس درندگی کا مظاہرہ کیا ہے، اسے مشرق و مغرب نے کھلی آنکھوں دیکھا۔ پندرہ دن کی مدت گذرنے کے باوجود سرب فوجی اور ان کے ٹینک مقررہ مقام سے باہر نہ نکلے۔ کبھی موسم کا بہانہ کبھی پٹرول نہ ہونے کا بہانہ اور کبھی ٹینک کی خرابی کا بہانہ۔ (حالانکہ اصولی طور پر اقوام متحدہ اور ناٹو کی ذمہ داری تھی کہ ان تمام اسلحہ کو تباہ کر دیا جائے جو مقررہ مقام کے اندر موجود ہوں) بلکہ اخبارات اور عالمی ذرائع ابلاغ اس بات کے گواہ ہیں کہ سرب فوجوں نے جن ہتھیاروں کو اقوام متحدہ کی فوج کی نگرانی میں دیا تھا وہ بھی ان سے دوبارہ حاصل کر لیا اور اقوام متحدہ کی فوج ان کا بال بیکا تک نہیں کر سکی۔

سرائیوو کے بعد بوسنیا کا دوسرا بڑا شہر گوراژدہ مغربی سازش کا نشانہ بنا۔ گو کہ اسے اقوام متحدہ نے محفوظ علاقہ قرار دیا تھا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اپنے سر لی تھی۔ لیکن یہ بات بھی مسلم ہے کہ سلامتی کونسل اور ناٹو (NATO) نے سربوں کو یہ حکم نہیں دیا تھا کہ پورے بوسنیا میں جنگ بندی کر دی جائے بلکہ کہا تھا کہ سرائیوو کا محاصرہ ختم کر دیا جائے۔ جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ اگر سرب بوسنیا کے کسی اور شہر کو تباہ کرنا چاہیں تو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اور ناٹو کے فیصلے کی خلاف ورزی شمار نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ سرب فوجوں نے سرائیوو سے نکلتے ہی گوراژدہ کا محاصرہ کیا اور اس پر کیمیائی ہتھیاروں کی بارش کر دی جس کے نتیجے میں ہزاروں مرد و عورتیں بچے اور جانور لقمہ اجل بن گئے۔ ہسپتال، اسکول، مکانات اور مساجد کو تباہ کر دیا گیا۔ لیکن پھر بھی اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ نیٹو سے مطالبہ کیا گیا کہ سرب جارحیت کو ختم کرنے کے لیے سرب ٹھکانوں کو نشانہ بنایا جائے لیکن اس میں عملاً تاخیر کی جاتی رہی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ خود اقوام متحدہ۔ امریکی رہنماؤں، اور مغربی حکمرانوں کا منصوبہ تھا کہ گوراژدہ کی بھی اینٹ سے اینٹ بجائی جائے اور جو مسلمان بوسنیا کے مختلف حصے سے بچ بچا کر اور اقوام متحدہ کے طے کردہ محفوظ مقام سمجھ کر یہاں پناہ لے چکے ہیں انہیں بھی عبرتناک سزا دی جائے۔ تاکہ یہ بھی آئندہ ابھرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور کسی اسلامی ریاست کے وجود کے لیے ہاتھ پیر نہ مار سکیں۔ یہ صرف سرب حکمرانوں کی زیادتی نہیں تھی بلکہ اس کے پس پشت پوری مغربی قوت کام کر رہی تھی۔ امریکہ سے نشر ہونے والے سی این این پروگرام میں ایک فوجی ماہر و مبصر نے کھل کر یہ کہا کہ سرب فوجوں اور ان کے رہنماؤں کو یہ حوصلہ خود اقوام متحدہ کی طرف سے ملا ہے۔ اگر اقوام متحدہ چاہتی تو پہلے ہی مرحلے میں بوسنیا کے ان علاقوں کو محفوظ علاقہ قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو اسی وقت سزا دینے کا فیصلہ کر لیتی لیکن ان

کا سرف بوسنیا کے ایک شہر کے لیے یہ فیصلہ کرنا اور دوسرے شہروں کو سرب کے رحم وکرم پر چھوڑنا اور اس بارے میں کوئی سخت قدم نہ اٹھانا بہت بڑی زیادتی ہے۔ پروگرام کی میزبان خاتون نے اسی لمحے مذکورہ فوجی مبصر کو "آپ کے آنے کا بہت بہت شکریہ" کہکر فارغ کر دیا۔

امریکی فوجی مبصر کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ بوسنیا کے مسلمانوں کو ہر پہلو سے برباد کرنا صرف سرب رہنماؤں کا پروگرام نہیں بلکہ تمام اعدائے اسلام قوتیں بشمول اقوام متحدہ کا یہی منصوبہ تھا اور ہے۔ اس وقت مظلوم مسلمانوں کو جن جن شرائط کے تحت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جارہا ہے اور ہر طرح ان کے ہاتھ باندھنے کی سازش کی جارہی ہے پھر اس کا نام امن کی تلاش رکھا جارہا ہے وہ ایک سنگین مذاق نہیں تو اور کیا ہے۔ اور تو اور اب خود امریکی صدر بھی اس بات کا عندیہ دے چکے ہیں کہ بوسنیا پر سے اسلحہ کی پابندی اٹھانے سے خانہ جنگی میں مزید اضافہ ہوگا اور اس سے اقوام متحدہ کے فوجیوں کے جان ومال کا عظیم نقصان ہوگا۔ اس لیے تمام فریق باہمی افہام وتفہیم (بالفاظ دیگر امریکی ومغربی منصوبوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیں) کے ذریعہ امن کی راہ تلاش کریں کہ یہ سب کے لیے مفید ہوگا۔ یہ پیغام امریکی صدر نے سی این این کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے پروگرام GLOBAL FOURM میں دیا۔

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بطرس غالی کے خصوصی نمائندے یاسوشی اکاشی بوسنیا اور سربیا کا بار بار دورہ کر رہے ہیں اور کھلی آنکھوں بوسنیا کے مسلمانوں کو سسک سسک کر مرتے دیکھ رہے ہیں۔ ان کے تباہ شدہ مکانات، جائیداد، مرد وعورتوں اور جانوروں کی لاشوں کے قریب سے گزرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی انہیں توفیق نہیں ہوتی کہ کھل کر سرب فوجوں اور ان کے رہنماؤں کے خلاف کاروائی کریں۔ بوسنیا کے مسلمان رہنماؤں اور عوام نے بطرس غالی کے خصوصی نمائندے سے درخواست کی کہ اقوام متحدہ اپنے وعدوں کی لاج رکھے۔ اقوام متحدہ میں بوسنیا کے سفیر امریکی ذرائع ابلاغ میں سرب جارحیت کے خلاف کاروائی کرنے کی گزارش کرتے رہے اور ان وعدوں کو یاد دلاتے رہے جو عالمی امریکی اور مغربی رہنماؤں نے ان کے ساتھ کیے اور مطالبہ کرتے رہے کہ اب تو حرکت میں آئیے۔ لیکن جواب کیا ملا! یہی کہ اقوام متحدہ کے پاس دوسروں کی جنگ لڑنے کے لیے وقت نہیں ہے۔ یاسوشی اکاشی نے بوسنیا میں اقوام متحدہ کی فوج کے افسروں سے ایک ملاقات کے دوران یہ کہا کہ۔

> ہمیں یہاں کے مسائب اور مشکلات پر گہری تشویش ضرور ہے لیکن دوسروں کی جنگ لڑنا ہمارا مشن ہرگز نہیں ہے۔ (جنگ لندن ۱۷ / اپریل ۱۹۹۴ء)

جس کا معنی یہ ہے کہ اقوام متحدہ اور عالمی برادری بوسنیا کے مسلمانوں اور ان کے شہروں کی حفاظت

کرسکتی ہے اور نہ ہی خود بوسنیا کے مسلمانوں کو اجازت ہے کہ وہ اپنے شہروں کی حفاظت کے لیے اسلحہ حاصل کریں۔ صیاد کی مرضی یہی ہے کہ خاموشی کے ساتھ موت کا پیالہ پیتے جاؤ چیخنے چلانے تک کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ سرب رہنماؤں کو خوش کرنا اور ان پر کسی قسم کی آنچ نہ آنے دینا اقوام متحدہ اور مغربی قوتوں کا منصوبہ و مقصد ہے۔ یہ بات ہم ہی نہیں کہہ رہے۔ برطانیہ کے حزب اختلاف کے ممبر پارلیمنٹ مسٹر مالکم وکس بھی ایک بیان میں کہہ گئے ہیں کہ۔

> جس طرح اس دور کی یورپی حکومتیں ہٹلر کو خوش کرنے کی پالیسی پر گامزن تھیں اسی طرح آج کی یورپی حکومتیں سربوں کو خوش کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ برطانوی پارلیمنٹ برطانوی عوام کی مرضی کے خلاف اس مسئلہ پر خاموش ہے۔ نیٹو کی صورت میں آج انسانی تاریخ کی سب سے طاقتور فوج یورپ کے پاس موجود ہے اسے ظلم کے خاتمے کے لیے کیوں نہیں استعمال کیا جاتا۔ سربوں کو کیوں اجازت دی جارہی ہے کہ وہ گوراژدہ اور اس کے بعد اپنی پسند کے کسی اور شہر کو تہس نہس کریں۔ (جنگ ۲۸/ اپریل ۱۹۹۴ء)

نیوزی لینڈ کے سابق وزیر اعظم ڈیوڈ لینگ کہتے ہیں کہ

> عالمی ادارہ بوسنیا میں ہونے والی نسل کشی کی پشت پناہی کر رہا ہے انہوں نے سلامتی کونسل کے صدر پر زبردست تنقید کی جس کا تعلق بھی نیوزی لینڈ سے ہی ہے انہوں نے کہا کہ بوسنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے یہی پیغام ملتا ہے کہ ایسے ممالک جن کے پاس تیل کے ذخائر نہیں جو بین الاقوامی ٹریڈ روٹ کو بلاک نہیں کرتے یا جن کے پاس ایٹمی راز نہیں وہ مغربی ممالک کے لیے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے۔ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ نے سویلین آبادی کے دفاع کا وعدہ کرتے ہوئے محفوظ جگہ بنائے اور اس طرح سربوں کو مسلمانوں کی نسل کشی کرنے میں سہولت پیدا کی۔ (جنگ ۱۹/ اپریل ۱۹۹۴ء)

اقوام متحدہ بوسنیا کے مسلمانوں کی حفاظت کا دعویٰ کرے، خود ہی محفوظ جگہ بنائے۔ اور مسلمانوں کو چاروں طرف سے اس محفوظ جگہ پر لانے کے لیے گاڑیوں کا انتظام بھی کرے۔ اور یہ کام مکمل ہو جائے تو سربوں کو کھلی آزادی دے دی جائے کہ وہ جس طرح چاہیں ان پر حملہ کریں۔ اور قتل و غارت گری کے پچھلے تمام ریکارڈ بھی توڑ دیں۔ اور پھر جب مسلمان انہیں ان کے وعدے یاد دلائیں تو جواب ملے کہ ہم دوسروں کی جنگ نہیں لڑ سکتے ؟ آخر کس بات کی غمازی کرتا ہے ؟ جو شخص یہ کہتا ہے کہ بوسنیا کے مسلمانوں کا مقابلہ سرب فوجوں کے ساتھ نہیں بلکہ اقوام متحدہ کے ساتھ ہے تو ان کی اس بات کو جھٹلانے کی کوئی وجہ

نہیں ہو سکتی۔

یاسوشی آکاشی کے اس جواب پر ان سے یہ سوال ضرور کیا جانا چاہیئے کہ اقوام متحدہ۔ امریکہ اور مغربی قوتیں خلیجی جنگ میں کویت اور سعودیہ کے لیے جنگ لڑنے گئیں تھیں یا محض اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لیے گئیں تھیں۔

اگر یہ قوتیں کویت اور سعودیہ میں انسانی حقوق کا تحفظ اور بقول ان کے عراقی درندگی ختم کرنے کے لیے گئیں تھیں تو یہ جنگ دوسروں کی تھی یا اپنی ؟۔ اُس وقت تو پوری شدت کے ساتھ یہ دہائی دی جا رہی تھی کہ اقوام متحدہ انسانی حقوق کے تحفظ کا ضامن ہے۔ اور اس کے لیے کوئی رو رعایت نہیں کی جائے گی۔ لیکن محض دو سال کے بعد آخر انسانی حقوق کے تحفظ کا یہ دعویٰ کہاں گیا ؟۔ اور بوسنیا کے مسلمانوں کے حقوق کے لیے میدان عمل میں آنے کے لیے یہ ہچکچاہٹ اور حیلے بہانے کیوں ؟ خلیجی جنگ میں موسم کی مشکلات۔ صحرائی پریشانیاں اور دیگر تکالیف کے باوجود عراق کے خلاف بھرپور ایکشن لیا جا سکتا ہے تو بوسنیا میں سرب جارحیت کو ختم کرنے کے لیے اقوام متحدہ۔ امریکہ اور نیٹو کا موسم کی خرابی کا بہانہ کرنا کیا واضح نہیں کر رہا ہے کہ یہ سب ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ اور سب کا مقصد بوسنیا کے مسلمانوں کو ہر طرح بے دست و پا کرنا ہے۔

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ خلیجی جنگ میں امریکہ یا برطانیہ اور اقوام متحدہ۔ کویت اور سعودیہ کے مسلمانوں کے تحفظ کے لیے نہیں بلکہ اپنے مفادات کی حفاظت کے لیے گئے تھے۔ محض دنیا کو یہ باور کرایا گیا کہ یہ سب کچھ مظلوم کی حمایت کے لیے کیا جا رہا ہے۔ ورنہ مقصد صرف اور صرف اپنے مفادات کا تحفظ تھا۔ ۵ مئی بروز جمعرات بی بی سی کے زیر اہتمام ہونے والے ہفتہ وار پروگرام QUESTON TIME میں سابق وزیر خزانہ NORMAN LEMONT اور ایک مہمان خاتون کے درمیان بوسنیا کے موجودہ حالات سے متعلق گرما گرم بحث میں مہمان خاتون نے بر سر عام سوال کیا کہ خلیجی جنگ میں برطانیہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے گیا تھا یا انسانی حقوق بھی پیش نظر تھے جواباً وزیر خزانہ نے کہا کہ مفادات کے تحفظ کے لیے۔ مہمان خاتون نے اس پر سوال کیا کہ NOT FOR HUMAN RIGHT اسی لمحے میزبان نے سامعین اور مہمانوں کو دوسرے سوالات کی طرف متوجہ کر دیا۔

ان حالات میں اقوام متحدہ اور مغربی ممالک کے حکمرانوں اور بوسنیا میں موجود فوجوں کے برطانوی فوجی سربراہ سے یہ امید باندھنی کہ یہ بوسنیا کے مسلمانوں کے تحفظ کی خاطر سرب جارحیت ختم کرنے کے لیے قراردادوں سے آگے بڑھیں گے اور عملی طور پر کارروائی کریں گے۔ ایں خیال است و محال است و جنوں کا مصداق ہوگا

جہاں تک ہمارے دانشور حضرات کا یہ مطالبہ کہ مسٹر بطروس غالی مستعفی ہوجائیں بجا مطالبہ ضرور ہے لیکن ہمارے نزدیک مسئلہ کا حل یہ نہیں ہے۔ بطروس غالی کے استعفیٰ کے بعد نہ معلوم کتنے مزید بطروس آئیں اور ان قوتوں کے اشارہ ابرو پر ناچ کر اسلامی ممالک کو اپنی سازشوں کا نشانہ بنائیں اور اسے عالمی برادری کی منظوری کا نام دیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اقوام متحدہ کا وجود اب ختم ہوجانا چاہیئے کیونکہ اس کی ساکھ قدم قدم پر مجروح ہورہی ہے۔ اور یہ صرف یک طرفہ کاروائی کے لیے بنائی گئی ہے۔ اقوام متحدہ کے نام نہاد اصولوں اور قراردادوں سے ہمیشہ اسلامی ممالک اور مسلمانوں نے نقصان اٹھایا ہے اور جہاں کہیں ان قوموں نے مسلمانوں کی حفاظت کے نام پر کوئی عملہ کیا ہے تو اس کا مقصد بھی مسلمانوں کو ہر پہلو سے کمزور کرنا اور اپنے مفادات کا تحفظ رہا ہے ہم بوسنیا کے وزیر اعظم جناب حارث سلاجک کے اس بیان سے بالکل اتفاق کرتے ہیں کہ

اقوام متحدہ نے مسلمانوں سے بے وفائی کرتے ہوئے انہیں تنہا چھوڑ دیا ہے جب کہ سرب غنڈوں کو مظالم کی کھلی چھٹی دیدی گئی ہے۔ اقوام متحدہ نے بوسنیا کے مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے (جنگ ۱۹/ اپریل ۱۹۹۴ء)

جناب حارث سلاجک نے اسپین کے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ۔

اگر اقوام متحدہ اپنے منشور اور قراردادوں کا خود ہی احترام نہیں کرسکتی تو اسے ختم ہونا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی ادارے نے گوراژدے کے گرد سرب فوج پر فضائی حملوں کی اجازت نہ دے کر منفی کردار ادا کیا ہے اقوام متحدہ نے شہر پر سربوں کے حملوں کو چار ہفتے جاری رہنے دیا حالانکہ شہر کو محفوظ علاقہ دیا جاچکا تھا۔ حارث سلاجک نے بطروس غالی پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے سرب جارحیت کو ختم کرنے کے لیے فضائی حملوں کو روک دیا تھا میں ان بیس جگہوں کے نام گنوا سکتا ہوں جو بطروس غالی کی نظروں کے سامنے تباہ ہوئیں انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کی قراردادیں محض کاغذ کے ٹکڑے ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔ (جنگ ۳/ مئی ۱۹۹۴ء)

ہمارے نزدیک جناب حارث سلاجک کا یہ مطالبہ کہ اقوام متحدہ کو اب ختم ہوجانا چاہیئے کیونکہ وہ اپنے منشور اور قراردادوں کا خود ہی پابند نہیں رہا۔ بالکل جائز اور معقول مطالبہ ہے۔ یہ ادارہ بے شک قراردادیں پاس کرتا رہا لیکن ان میں سے انہی قراردادوں کو عملی جامہ پہنایا گیا جن سے عالم اسلام کی تباہی و بربادی مقصود ہو۔ اور پھر اسے بڑے خوبصورت لفظوں میں (انٹرنیشنل کمیونٹی کا فیصلہ کے عنوان سے)

پیش کیا جاتا رہا۔ اور اسلامی ممالک کے حکمران طوعاً و کرہاً اسے قبول رہے ہے۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر اسلامی ممالک کے حکمراں واقعتہً عالم اسلام اور دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے حق میں خیر خواہانہ جذبات اور اسلامی حمیت وغیرت رکھتے ہیں تو فوری طور پر اس نام نہاد ادارہ سے اپنی وابستگی ختم کریں اور مسلمانوں کی اپنی مشترکہ اقوام متحدہ بنائیں اور مسلمان ممالک کے حکمرانوں اور رہنماؤں کے باہمی مشورہ کے بعد عالم اسلام کا ایجنڈا مرتب کریں۔ ترکی کے سابق نائب وزیر اعظم اس کا نعرہ بلند کرچکے ہیں ان کے اس نعرے کا خیر مقدم کیا جائے اور عملی طور پر مشترکہ قدم اٹھایا جائے۔ روزنامہ جنگ لندن کی یکم مئی کی اشاعت میں ترکی کے نائب وزیر اعظم اور دوسری بڑی سیاسی جماعت رفاہ پارٹی کے سربراہ جناب نجم الدین اربکان کا یہ بیان سامنے آچکا ہے کہ مسلمانوں کی علیحدہ اقوام متحدہ ہونی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے استعماری فتنوں اور مسلمانوں کو درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمانوں کی اپنی اقوام متحدہ۔ مشترکہ فوج اور مشترکہ منڈی ہو۔ یورپ والے نیٹو بنا سکتے ہیں تو مسلمان ایسا کیوں نہیں کرسکتے ؟"

امید کی جانی چاہیئے کہ عالم اسلام کے رہنما اور حکمران اس نعرہ کا ساتھ دیں گے اور دنیا بھر میں پھیلے مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے منظم منصوبہ بندی کریں گے۔ عالم اسلام کو ان عالمی طاقتوں کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے بجائے انہیں اپنے قدموں پر کھڑا کرنے کے قابل بنانے کے لیے عالم اسلام کے حکمرانوں کو آگے بڑھنا ہوگا۔ خدارا ہوش میں آیئے۔ غیرت ایمانی کو آواز دیجئے۔ حمیت دینی کو حرکت میں لایئے انشاء اللہ یہ تمام نام نہاد عالمی قوتیں آپ کے سامنے سرنگوں ہوں گی۔

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

(بقیہ ص ۶۱ سے)

اس فیصلے پر شدید تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ یہ ٹیکس ادا کرنے والے شہریوں کے روپے کا زیاں ہے۔ (شکریہ "شاداب" جون ۹۴ء) خدا معلوم حق پرستی کا یہ جنون دیار مغرب کو کون کون سا رد دکھائیگا

(محمد اسلم رانا ایڈیٹر المذاہب لاہور)

● مجلہ الحق بابت ماہ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ وصول ہوا۔ ماشاء اللہ ہر رسالہ خوب سے خوب تر ہوتا ہے فرق باطلہ قادیانیت رفض و دہریت کے تعاقب میں یہ رسالہ بے مثال ہے۔ خدا کرے زور تحقیق و تصنیف اور زیادہ۔ (مولانا عبدالغفار اسلام آباد)